Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ثروت محی الدین کا سفر نامہ "رات کی دُھوپ": ایک مطالعہ

A STUDY OF SARWAT MUHIUDDIN,S TRAVELOGUE "RAAT KI DHOOP"

۱۔ لیاقت

اسکالر پی ایچ ڈی اُردو، شعبۂ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

۲۔ ڈاکٹر لبنیٰ نصیر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین سیٹلائٹ ٹاون بہاولپور

۳۔ محمد عمر

ایم سکالر، شعبہ اردو، قرطبہ یونیورسٹی پشاور

ABSTRACT

*Sarwat Mohiuddin was born in a well read family. She is married to Zia Mohiuddin. She was a multi-dimensional personality with regards to Urdu and Punjabi literature. Apart from being poets, she has also achieve special distinction in Urdu prose especially in travelogue writing. Her travelogue "**Raat Ki Dhoop**" is known for its unique literacy style. Four poetic works of Punjabi have been published to her name. She is known for her research on mystical poetry of Punjabi mystic poets. she had deliverd lectured in many universities worldwide on the topic and has been instrumental in introducing this unique dimension of Punjabi Sufi Poetry to the world.*

***Key Words**:Sarwat Muhiuddin, Zia Muhiuddin, waris shah, Bhullay Shah, Baba Fareed, Ghulam Fareed,*

کلیدی الفاظ: ثروت محی الدین، ضیا محی الدین، وارث شاہ، بھلے شاہ، بابا فرید، غلام فرید

ثروت محی الدین پنجاب کے ممتاز علمی و ادبی گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ بنیادی طور پر پنجابی زبان کی شاعرہ ہیں اور پنجابی میں ان کی شاعری کی چار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ صوفی شعرا کا گہرا مطالعہ رکھتی ہیں۔ خصوصاً وارث شاہ، بھلے شاہ، بابا فرید، غلام فرید اور دیگر صوفی شعرا پر تحقیقی مقالات لکھے ہیں اور بین الاقوامی یونیورسٹیوں uppsal,lund, KTH اور رائل ٹیکنیکل یونیورسٹی سٹاک میں اپنے پنجابی صوفی شعراء پر لیکچر دے چکی ہیں۔ پاکستانی پنجابی ادبی بورڈ کی رکن چلی آ رہی ہیں۔ موصوفہ ضیا محی الدین کی بیوی پنجابی کے ممتاز شاعر و ادیب نجم حسین سید کی بھابی ہیں۔ انھوں نے سویڈن کا سفر نامہ رات کی دُھوپ لکھ کر سفر نامہ کی روایت میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے ان کا یہ سفر نامہ اسلوب، ہیئت، تکنیک اور موضوع کے اعتبار سے انفرادیت کا حامل ہے۔

سفر نامہ "رات کی دُھوپ" ثروت محی الدین کا سویڈن کے متعلق لکھا گیا سفر نامہ ہے، جو ۲۰۰۹ میں ان کے سفر کی تکمیل کے بعد شائع ہوا۔ سفر نامہ اکیس ابواب پر مشتمل ہے۔ ابواب درج ذیل ہیں۔ آغازِ شناسائی، سٹاک ہالم، وائیکینگز، واسا سمندر اور تین سو سال مونتاژI، مونتاژII، کچھ دوستوں کے بارے میں، آرورابت تراش، ویانا، مڈ سمرڈے، سانتالوسیہ، جہانِ مگس، ڈالرنا، پپی لانگ سٹاکنگ، کرے فش، انارکلی سے قصہ خوانی تک، بدلتے موسموں، کرسٹل کنگڈم، موشاژIII، آدھی رات کا سورج، اور سفر جاری ہے۔

ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ نئی نئی سرزمینوں اور منطقوں کا کھوج لگائے۔ اس خواہش کی اصل قرآنی آیت مبارکہ ہے۔ جس میں اسی جستجو کی طرف اشارہ ہے:

ترجمہ۔ "اے میرے نبیؐ آپ کہہ دیجیئے کہ تم لوگ زمین میں چلو پھرو اور غور کرو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ پھر قیامت کے دن انھیں دوبارہ زندگی دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔(۱)

کسی نئی جگہ یا شے کا دیکھنا اور اس سے آگاہی حاصل کرنا انسانی فطرت میں شامل ہے۔ انسانی زندگی کا سفر ازل تا ابد جاری و ساری رہتا ہے کچھ لوگ حصول تعلیم کے لیے سفر کرتے ہیں تو کچھ مال و دولت کے لیے اور کچھ ایسے بھی سفر کرنے والے ہوتے ہیں جن کا مقصد تعلیم و دولت نہیں بلکہ مختلف خطوں کی سیاحت اور ان سے آگاہی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں سفر نامہ کا ایک مقصد اس آگاہی کو اسے دوسروں تک پہنچانا بھی مقصود ہوتا ہے۔ اسی لیے دانش مندوں نے سفر کو "وسیلہ ظفر" قرار دیا ہے کہا جاتا ہے۔ ترقی اور عزت ہمیشہ اُسے ملی ہے جس نے وطن سے کوچ کیا۔ سفر کے آلام و مصائب برداشت کیے۔ یہ سب کچھ منزل تک رسائی کے لیے ہوتا ہے مگر جب انسان منزل تک پہنچ جاتا ہے تو وہ تمام سفری مشکلات کو بھول جاتا ہے۔ بقول خواجہ حیدر علی آتش:

تھکیں جو پاؤں تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتش

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

گل مراد ہے منزل پہ خار راہ میں ہے۔(۲)

انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ دور دراز کے علاقوں کا سفر کرے اور ان سے متعلق نئی نئی معلومات حاصل کرے اور قاری تک پہنچائے کیونکہ قاری وہاں کی زبان رسم و رواج اور لوگوں کے متعلق بالکل ناواقف ہوتا ہے۔ سفری تاریخ میں مرد سفر نامہ نگاروں کے ساتھ ساتھ خواتین سفر نامہ نگار کے نام بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مگر خواتین کے لیے سفر کرنا مردوں کی نسبت ایک مشکل امر ہے۔ وہ بھی بیرونی ممالک کے اسفار جہاں سفر و حضر کے ساتھ ضروریات زندگی کی اشیا کا حصول انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود اردو ادب میں ایسی جرأت مند اور باہمت خواتین سفر نامہ نگاروں کا ذکر ملتا ہے۔ جن میں ایک نام ثروت محی الدین کا بھی ہے۔ جنھوں نے اکیلے سویڈن کی مختلف جگہوں کا تفصیلی سفر کیا اور اپنی باریک بین نگاہوں سے اس کے تاریخی مقامات کو اپنے تجربے علم اور مشاہدات کی روشنی میں بڑے دلکش اور دلچسپ پیرائے میں بیان کیا۔ لکھتی ہیں:

"کتنا اچھا ہوتا ہے کہ جب آپ کسی نئی جگہ میں جائیں تو وہاں کے رہنے والے لوگ آپ کے ساتھ ہوں۔ اس لیے کہ چھوٹی چھوٹی کتنی ہی ایسی باتیں ہوتی ہیں جن کے بارے میں ہم فقط اس صورت میں جان سکتے ہیں جب وہاں کے مقامی باشندوں سے ملیں اور وہ ہمیں کچھ بتائیں۔ ورنہ صرف کہیں چلے جانے سے ہماری معلومات اس جگہ کے بارے میں خاصی محدود رہتی ہیں۔ دیکھنے اور جاننے کے بیچ کے اسی فاصلے کو جب تک طے نہ کیا جائے تو سفر مکمل ہی نہیں ہوتا"۔(۳)

سفر نامہ "آدھی رات کی دھوپ" کا موضوع ایک جاذبیت اور کشش رکھتا ہے۔ کیونکہ عام سفر ناموں سے ہٹ کر اس کے موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے۔ موضوع پر قاری کی جیسے ہی نظر پڑتی ہے تو اس کے دل میں پڑھنے کا تجسس اور خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ موضوع کا انتخاب تجسس پیدا کرنے کی وجہ سے نہیں کیا گیا بلکہ اس کے پس منظر میں تاریخی حقائق کو بھی بیان کرنا مقصود تھا۔ جن کی روشنی میں اس سفر نامہ کا انتخاب کیا گیا۔ ثروت محی الدین اپنے سفر نامہ کی تحریک کے ضمن میں سفر نامہ کے پیش لفظ میں یوں رقم طراز ہیں:

"سردیوں کی ایک شام نیلو فر اقبال اور شمیم اقبال میرے گھر کھانے پر آئے ہم کھانے کے بعد لاؤنج میں ہیٹر کے قریب بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ اس وقت ٹیلی ویژن پر کسی چینل نے Lab Lauce کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ اچانک شمیم نے کہا! نجانے اس سرد برف میں یہ لوگ کیسے رہتے ہیں۔ میں نے بتایا کہ میں تو اس علاقے میں جا چکی ہوں۔ سردیوں کی بجائے گرمیوں میں ہم لوگ وہاں گئے تھے جن دنوں وہاں پر آدھی رات کا سورج ہوتا ہے۔ جب وہاں کے بارے میں سب بتا چکی تو دونوں کہنے لگیں۔ اس کے بارے میں کچھ لکھنا چاہیے۔ مگر میں نے صاف انکار کر دیا کہ میں تو شاعرہ ہوں نثر نگار نہیں۔ دونوں اس بات پر مصر تھیں کہ تم ضرور کچھ لکھو"۔(۴)

سفر نامہ "رات کی دھوپ" میں افسانوی رنگ سمایا ہوا ہے۔ کیونکہ سفر نامہ نگار مزاج کے اعتبار سے شاعرہ ہے اور اچھی نثر نگار بھی ہے۔ وہ شعری خصوصیات کو اچھی طرح سمجھتی ہے اور یہی رنگ اس کی نثر میں بھی جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ قارئین کی دلچسپیوں کو اپنی طرف مبذول کرنے کا فن بخوبی جانتی ہیں۔ زیر بحث موضوع جو ان کے فن کی عمدہ مثال ہے ان کی سوچیں عام نسوانی تصور سے الگ دکھائی دیتی ہیں۔ عام طور پر خواتین سفر نامہ نگاروں کی تحریروں میں گھریلو اشیا خورد و طعام کے ساتھ تہذیب و ثقافت اور رسم و رواج کا ہی بیان ہوتا ہے۔ مگر ثروت محی الدین کے ہاں فطرت کے رازوں کو پرکھنے کی کوشش بھی نظر آتی ہے۔ جو ان کے گہرے مشاہدے اور علم دوستی کا ثبوت ہے۔ Lapland کے علاقہ "جو شمالی یورپ میں ناروے، سویڈن، فن لینڈ اور روس کا مشترکہ علاقہ ہے"۔ دائرہ قطب شمالی سے اوپر شمال کے اس حصے میں رہنے والوں کے "متعلق جو دن اور رات کے مختلف تصورات پائے جاتے ہیں"۔[۴] ان تصورات کی ترجمانی بڑے دلچسپ اور حیران کن انداز بیان میں کرتی ہیں:

"دنیا میں رہنے والوں کی اکثریت کے لیے چوبیس گھنٹے کے ایک دن اور ایک رات کا ہونا ایک عام فہم اور نارمل سی بات ہے۔ بیشتر لوگ اس بات سے بے نیاز ہوتے ہیں کہ دنیا کے ان حصوں میں جہاں دن اور رات کا تصور چوبیس گھنٹوں سے مختلف ہے۔ جہاں دن اور رات کچھ گھنٹوں یا دنوں یا ہفتوں میں نہیں بلکہ مہینوں میں گنے جاتے ہیں۔ جہاں دن کا مطلب روشنی اور رات کا مطلب اندھیرا نہیں ہوتا۔ وہاں کے رہنے والے اپنی زندگیاں کیسے بسر کرتے ہیں"۔(۵)

مصنفہ کا شاعرہ ہونے کے ناطے اس کی نثر پر بھی شاعرانہ رنگ چھایا ہوا ہے۔ جب Lapland میں پہلی بار رات کے وقت دھوپ کی تیز روشنی دیکھتی ہے تو ان لمحات کو شاعرانہ انداز میں یوں بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"ویلا کیہا اے کوئی نہ جانے
کیہنے ایہدے ڈھنگ پچھانے
دن، مہینے، سال تے صدیاں
پہر، گھڑی پل دو پل
سورج، چن، ستارے گنڑدے
لکھ کروڑوں صدیاں

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

رُتاں نال حیاتی بنھدے
پُھل پتے تے کلیاں"۔(۶)

اس سفر نامہ کا آغاز کراچی سے شروع ہوا اور لندن ایئرپورٹ کے ذریعے سے سویڈن کے مختلف شہروں اور ان تاریخی مقامات جزیروں، ایئرپورٹس، سمندروں اور ثقافتی مراکز کی سیر پر مکمل ہوتا ہے۔

اس سفر نامہ کا پہلا باب سفر کے آغاز کے بارے میں ہے۔ جو ایک سفری روداد ہے۔ اس کے علاوہ اس حصے میں سویڈن کا مختصراً تعارف بھی آ گیا ہے۔ سویڈن کے رسم رواج، تہذیب وثقافت، زبان اور مذہبی اقدار کو بیان کیا گیا ہے۔"مصنفہ سویڈن کے تعارف میں لکھتی ہیں:

"سویڈن شمالی یورپ کا ایک ملک ہے جو سیکنڈنیوین ملکوں میں سب سے بڑا ہے۔ اس کا رقبہ ۴۵۰۰۰۰ مربع کلو میٹر ہے۔ جو تقریباً فرانس کے برابر ہے اور آبادی ۸.۸ ملین ہے۔ لمبوترا الملک ہے۔ جس کا طول شمال سے جنوب ۱۶۰۰ کلومیٹر اور عرض مشرق سے مغرب ۴۹۵ کلو میٹر ہے۔ اس کی لمبائی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اگر سویڈن کے جنوب سے اوپر کی طرف اس کی شمالی سرحد تک فاصلہ ناپ کر اسے نیچے کی طرف لے جائیں تو وہ اٹلی کے شہر روم تک پہنچ جاتا ہے۔ اس لمبائی کی وجہ سے یورپ کے تمام ملکوں میں روس کے بعد سب سے زیادہ عرض بلد (Latitudes) اور سرد موسم یہیں پر ہوتے ہیں"۔(۷)

سٹاک ہالم سویڈن کا ایک تاریخی شہر ہے۔ سفر نامے کا دوسرا باب سٹاک ہالم کے بارے میں ہے۔ جس میں اس شہر کی انفرادیت اور اہمیت کے بارے میں قارئین کو آگاہ کیا ہے۔ سٹاک ہالم شہر کے متعلق مشہور ہے کہ یہ دنیا کے خوبصورت ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ اس کی خوبصورتی کی کئی وجوہ ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ شہر چودہ جزیروں پر مشتمل ہے۔ یہاں سفر کے لیے سڑکیں نہیں بلکہ کشتیوں کے ذریعے یہ لوگ ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ سٹاک ہالم کی تیسری خاص بات یہ بیان کی گئی ہے۔ یہ سولھویں صدی یعنی ۱۵۲۳ء میں سویڈن کا دارلخلافہ بنایا گیا۔ یہ شہر مسلسل جنگوں کی وجہ سے اجڑا مگر اسے ہر بار پہلے سے زیادہ خوبصورت اور بہتر نقشے پر دوبارہ سے تعمیر کیا گیا۔ سٹاک ہالم شہر کی تاریخ اور لاہور کی تاریخ کا تقابلی جائزہ بھی اس باب میں شامل ہے۔ ان دونوں شہروں میں بہت سی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ساتھ یہ فرق بتایا بھی گیا کہ سٹاک ہالم شہر سنیٹ جارج کے وجود پر مبنی تھا۔ جب کہ لاہور داتا گنج بخشؒ ہجویری اور شاہ حسین کی وجہ سے تاریخ کا حصہ بنا۔ اس پہلے تقابلی جائزے میں شاہ حسین کی کافی کو بطور سند پیش کیا۔ لکھتی ہیں:

کوئی دام مان لے رنگ رلیاں
دھن جوبن داماں نہ کریے　　بہت سیانیاں چھلیاں
جنہاں نال بالین کھیڈیا　　سے سٹیاں اُٹھ چلیاں
کوئی دن مان لے رنگ　　رلیاں
ایہہ گلیاں تینوں سپنا تھیسن　　بابل والیاں گلیاں
کہے حسین فقیر سائیں دا　　کرے گلاں بھلیاں
کوئی دم ماں　　لے"(۸)

وائیکنگز سفر نامہ کا تیسرا باب ہے۔ جو ایک خطہ اور آج کل سیکنڈ ینیویا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ وائیکنگز وہاں کی قدیم ترین قوم تھی۔ اس کے بارے میں تاریخ میں تفصیل نہ ہونے کے برابر ہے۔ البتہ تاریخی حوالے سے اتنی ضرور واقفیت حاصل ہوئی ہے کہ یہ قوم تقریباً اڑھائی سو سال پہلے وہاں قیام پذیر تھی۔ جو ۸۰۰ء سے ۱۰۵۰ء تک کے عرصے تک محیط ہے۔ یہ جنگجو جو لوگ تھے۔ تجارت ان کا پیشہ تھا۔ تجارت کے بہانے یہ کمزور قوموں کو لوٹ لیتے تھے انھیں سمندری ڈاکو بھی کیا جاتا تھا۔ وائیکنگز کے بارے میں ثروت محی الدین اپنے سفر نامہ میں لکھتی ہیں:

"وہ علاقہ جو آج کل جنوبی سویڈن، ناروے اور ڈنمارک کا ہے۔ وہاں سے یہ لوگ زیادہ تر مغرب کی طرف جاتے اور فرانس، برٹش وائیکنگز اور گرین لینڈ تک پہنچے۔ اور مشرقی سویڈن اور Gotland کے علاقوں سے بالٹک سمندر کے مشرقی ساحلوں پر اور ان دریاؤں کے کنارروں پر جو آج کل روس کے علاقے میں بہتے ہیں پہنچتے رہے"۔(۹)

وائیکنگز کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ لوگ موسمی تعبیر کا تعین اور سمت کے لیے قطبی ستارے اور پرندوں کی اڑان کا سہارا لیتے تھے جس سمت پرندے اڑتے وہ ان کی پیروی کرتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچ جاتے۔ ان کے بارے میں مصنفہ سفر نامہ میں لکھتی ہیں۔

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"وائیکنگز جو قطبی ستارے اور نقل مکانی کرنے والے پرندوں کی اڑان دیکھ کر سخت یقین کیا کرتے تھے۔اس بات سے واقف تھے کہ جہاں تمام ستارے اپنی جگہ تبدیل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔وہاں قطبی ستارے ہمیشہ ایک ہی مقام پر ٹھہرا رہتا ہے۔ جسے دیکھ کر صحیح سمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔وہ جانتے تھے کہ نقل مکانی کرنے والے پرندے کس موسم میں کُوچ کرتے ہیں اور کون سی رُت میں واپس لوٹ کر آتے ہیں۔ان کا مشاہدہ انھیں یہ بھی بتاتا تھا کہ یہ پرندے ہمیشہ ایک ہی راستہ اختیار کرتے ہیں"۔(۱۰)

سکینڈ ینیویا کا علاقہ جو سویڈن میں عیسائی مذہب کا مرکز کہلاتا ہے۔دراصل اس علاقے کو عیسائیت کا مرکز بنانے میں وائیکنگز کا بنیادی کردار ہے اور ۱۱۶۴ء میں پہلا کیھتولک بشپ Uppsala کے مقام پر اس رُتبے پر فائز ہوا۔

چوتھا باب واسا سمندر اور تین سو سال ہے۔اُس حصے میں اس تاریخی واقعے کا ذکر ہے۔جس پر Vasa نامی فلم بھی بنی۔واسا نامی ایک بحری جہاز تھا۔ سترھویں صدی میں بحری جنگی جہاز جسے ملکی سلامتی اور تحفظ کے سویڈن کے بادشاہ Gustavs II Adolplus نے تیار کروایا تھا۔مگر کچھ فنی خرابی کی وجہ سے جب اسے سمندر میں اتارا گیا تو مع مسافروں کے یہ سمندر کی تہوں میں چلا گیا۔ تین سو سال گزر جانے کے بعد جب دوبارہ نکالا گیا۔تو اسے مناسب درجہ حرارت پر رکھنے کے لیے کیمیکل لگایا گیا کیونکہ تین سو سال کی عمر میں لکڑی میں دراڑیں پڑنا شروع ہو گئیں تھیں۔اس کے لیے ایک میوزیم سویڈن میں بنایا گیا۔جو Wasavaret کے نام سے جانا جاتا ہے۔سفر نامہ نگار اس کے بارے میں لکھتی ہیں:

"بادشاہ کو اس وقت ایک اپنے جنگی جہاز کی اشد ضرورت تھی جس پر زیادہ توپیں نصب کی جاسکتی ہوں۔ سترھویں صدی میں بنائے جانے والے دوسرے جنگی جہازوں کی نسبت واسا کا ڈائزین ان سے مختلف تھا۔اس زمانہ میں تمام وہ جہاز جن پر زیادہ توپیں نصب کی جانیں تھیں۔بہت اونچے اور بے حد غیر متوازن ہوا کرتے تھے"۔(۱۱)

پانچواں اور چھٹا باب مونٹاژ I اور II ہے۔ان ابواب میں سٹاک ہالم میں ہونے والی سالانہ تقریبات کا تذکرہ ہوا ہے۔سویڈن میں تقریبات کو بڑے جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ان سالانہ تقریبات میں پوری دنیا سے لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ جن کی شرکت سے اس تقریب میں طرح طرح کی خوشبویں اور رنگ بکھرتے نظر آتے ہیں۔مہمان نوازی کے لحاظ سے سویڈن کے لوگ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔خوش اخلاق اور دھیمے مزاج کے مالک ہیں۔ہر کوئی اپنے کام سے مطلب رکھتا ہے۔خواتین مکمل آزادی رکھتی ہیں۔لوگ اپنے وطن سے جنون کی حد تک محبت کرتے ہیں ۔ایک جگہ سفر نامہ نگار ان لوگوں کی قومی زبان سے لگاؤ کے بارے میں لکھتی ہیں۔

"یہ زبان کا رشتہ بھی کتنا مضبوط، کتنا گہرا ہوتا ہے۔جب ہمیں کہیں کوئی اپنی زبان بولنے والا ملتا ہے تو غیر ارادی طور پر ہمیں اس کے ساتھ اپنائیت کا سا احساس ہونے لگتا ہے۔"(۱۲)

سویڈن میں قومی و مذہبی تہوار کا بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔سویڈن میں منائے جانے والے تہوار کے بارے میں سفر نامہ نگار لکھتی ہیں:

"سویڈن تہوار اس اوپن ایئر میوزیم میں روایتی انداز سے منائے جاتے ہیں۔خاص طور پر سویڈن کے نیشنل ڈے کے موقعہ پر چھ جون کو یہاں بہت گرمی ہوتی ہے۔اس روز بادشاہ اور ملکہ اپنے بچوں کے ہمراہ سویڈن کے روایتی لباس پہنے یہاں آتے ہیں اور کچھ وقت لوگوں کے درمیان گزارتے ہیں"۔(۱۳)

سفر نامہ کا ساتواں باب کچھ دوستوں کے بارے میں ہے۔ جس میں سفر نامہ نگار نے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے اپنے دوستوں کا ذکر کیا ہے۔انسان جب اپنوں سے دور کسی اجنبی خطے میں چلا جائے تو وہاں اس نعمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اگر مخلص دوست کی رفاقت نصیب ہو جائے تو یہ کسی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ہوتی۔ ثروت محی الدین نے ان دوستوں کا ذکر کیا ہے۔جنھوں نے اس سفر کے خاردار ساتھوں کو ان کے لیے نہ صرف آسان بلکہ مانوسیت اور اپنائیت سے آشنا کر دیا۔ دوستوں میں انھوں نے سٹاک ہالم کے رہائشی جین اور لارس کا ذکر کیا ہے۔جنھوں نے دیار غیر ہیں ایسا شفق بھرا رویہ برتا کہ جسے مصنفہ نہ بھول سکی۔ایک جگہ لکھتی ہیں:

"ایک ہفتہ کے دوران ہم جین اور لارس اڈمارک کے گھر کھانا کھا چکے تھے۔ جہاں ان کی تین بیٹیوں سے ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ سویڈن میں عام طور پر بہت چھوٹی فیملی ہوتی ہے۔ مگر اتفاق کی بات ہے کہ دونوں ہمارے ملنے والوں میں وہ لوگ جن کے ساتھ بعد میں ہماری بہت گہری دوستی ہوئی۔ان کے چار پانچ بچے بھی تھے"۔(۱۴)

آرورا اور بت تراش کا تذکرہ سفر نامہ کے آٹھویں باب میں کیا گیا ہے۔جو آرورا مجسمے کے بارے میں ہے۔اس مجسمے کو Carlmilles نے تراشا تھا اور اس مشہور مجسمے کا نام "ہینڈ آف گارڈ" رکھا۔اس مجسمے کو انسان تخلیق کی طرف بطور استعارہ بتایا گیا ہے۔اس کے اوپر ایک بڑا سا کھلا ہاتھ بنا ہوا ہے۔اس کی ایک انگلی اور انگوٹھے پر ایک پاؤں پر کھڑے انسان کو آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

نواں باب ویانا اور دسواں مِڈ سمرڈے کے متعلق ہے۔ویانا آسٹریہ کا بہت خوبصورت سر سبز و شاداب شہر ہے۔اس شہر کی اہمیت کئی ایک وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ آسٹریہ کا بہت قدیم شہر ہے جو آسٹریہ کا دارالخلافہ بھی تھا۔دوسری خوبی اس شہر کی اقتصادی مرکز ہونے کی وجہ سے بھی ہے۔ فن مصوری اور موسیقی کے میدان میں بھی یہ شہر اپنی مثال آپ ہے۔ فن مصوری کے بارے میں مصنفہ لکھتی ہیں:

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

”یہاں کی عمارتیں اور محلات عظیم الشان فن تعمیر کے اعلیٰ نمونے ہیں۔ میوزیم اور آرٹ گیلریوں میں منفرد مغربی تہذیب و تمدن کے ہر دور کی عکاسی کرتے ہوئے ایسے بیش بہا اور دل فریب نوادرات رکھے ہیں۔ جنھیں دیکھ کر اس شہر کے شاندار ماضی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے“۔(۱۵)

مڈسمر جو جون کے مہینے میں بڑے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ جون کے تیسرے ہفتے میں سال کے سب سے لمبے دنوں میں منایا جاتا ہے۔ اس تہوار کو منانے کی روایات بہت پرانی ہے۔ لوگ کئی کئی مہینوں پہلے اس کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ مے پول سجائے جاتے ہیں۔ بہت زیادہ پھول اکٹھے کیے جاتے ہیں۔ یہ تہوار کھلی جگہ اور تیز دھوپ میں منایا جاتا ہے۔
سانتالوسیہ جس کا ذکر گیارہویں باب میں ہے۔ دیگر تہواروں کی طرح سویڈن میں منایا جانے والا ایک سرمائی موسم کا تہوار ہے۔ جو وہاں سرد دنوں میں منایا جاتا ہے۔ پہلے پہل یہ تہوار کرسمس کے ساتھ منایا جاتا تھا مگر بعد میں یہ تہوار الگ طور پر منایا جانے لگا۔ سانتالوسیہ تہوار کے متعلق ثروت محی الدین لکھتی ہیں:

”تیرہ دسمبر، جو سینٹ لوسیہ کا دن ہوتا ہے اس روز کی مناسبت سے ان لڑکوں کو لوسیہ کا نام دے دیا گیا۔ لوسیہ کا لفظ لاطینی زبان کے لفظ Lux سے ہے جس کے معنی روشنی کے ہیں۔ لمبی سرد راتوں میں سحر ہونے سے پہلے سفید لباس میں ملبوس سنہرے بالوں میں چمکتی ہوئی موم بتیوں کی روشنی لیے نوجوان لڑکیوں کے آنے سے زیادہ خوبصورت منظر بھلا اور کیا ہو سکتا ہے“۔(۱۶)

سانتالوسیہ کا تہوار جرمنی قوم کے زیر اثر علاقوں سے نکل کر پورے ملک میں پھیل گیا اور بعد میں آہستہ آہستہ سویڈن میں منائے جانے والے تہواروں میں بے حد مقبول عام ہوا۔

بارہویں باب میں جہاں مگس بانی کی تفصیل ہے۔ سویڈن کے لوگ متعدد مشاغل رکھتے ہیں۔ ان میں ایک مشغلہ مگس بانی ہے۔ وہ لوگ اپنے گھروں میں شہد کی مکھیاں پالتے ہیں۔ اور یہ مکھیاں ان کے لیے شہد کی فراوانی کا سبب بنتی ہیں۔ ہر کوئی اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے گھروں میں مکھیاں پالتا ہے اور ضرورت سے زیادہ شہد فروخت بھی کیا جاتا ہے۔
ڈالرنا کا علاقہ جو سویڈن میں بہت قدیم تاریخ رکھتا ہے۔ سٹاک ہالم کے شمال مغرب میں وسطی سویڈن کا علاقہ جسے ۱۵۲۰ء کو Gustav Eriksson نے ڈنمارک کے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی مہم چلائی اور بادشاہ کے حکم سے رئیسان اور امراء کا قتل عام ہوا۔ جس سے تمام شہر خون میں نہا گیا تھا۔ مگر بغاوت کی تحریک جاری رہی اور آخر کار ۱۵۲۳ء میں ڈنمارک کے بادشاہ کو شکست ہوئی چھے جون کو ہر سال سویڈن کا قومی دن منایا جاتا ہے اور ہر سال موسم سرما میں دنیا کی سب سے بڑی میراتھن رلیس بھی اسی پس منظر میں منائی جاتی ہے۔
ڈالرنا کی مقبولیت کی دوسری وجہ لکڑی کے بنے ہوئے گھوڑے ہیں۔ یہ گھوڑے فن مصوری کا عمدہ نمونہ اور شاہکار قرار پائے ہیں۔ مصنفہ ان کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

”دن بھر مشقت کرنے کے بعد وہ لوگ جب تک تھکے ہارے گھر پہنچتے اور تھکن اتارنے کے لیے لکڑی کے چھوٹے موٹے ٹکڑوں کو تراش کر مختلف چیزیں بناتے رہتے ان چیزوں میں گھوڑا بنانا انھیں بہت پسند تھا۔ اس لیے کہ گھوڑا ان کی زندگیوں میں بہت اہمیت رکھتا تھا۔ جو نہایت مخلص اور وفادار جانور ہے“۔(۱۷)

ڈالرنا کے بعد اگلے باب میں ”پپی لانگ سٹاکنگ“ سے آگاہی دی گئی ہے۔ یہ ایک انگریزی کتاب ہے۔ جس کے مصنف کا نام Astrid Lindgren ہے۔ اس تصنیف کا مرکزی کردار ایک کم عمر لڑکی ہے جو رویات کے خول کو توڑنا چاہتی ہے۔ اس لیے کہ وہ جدیدیت کی پیروکار ہے۔ جن رسم و رواج اور اقدار کو دیکھتی ہے۔ جو اسے روایت کے شکنجے میں دکھائی دے ان کے خلاف بغاوت کرتی ہے۔ بعد میں یہ کردار پورے سویڈن کے لیے باعث فخر ثابت ہوا۔ کرے فش کو جو سویڈن کی خاص اور ہر دلعزیز ڈش ہے۔ سویڈن والے سال بھر اس کھانے کا انتظار کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر موسم میں اس مچھلی کا شکار کرنے پر پابندی عائد ہے۔ اس ڈش کے متعلق مصنفہ یوں بیان کرتی ہیں:

”سال بھر اس کھانے کو ترسے ہوئے لوگ اس قلیل مدت کے دوران اس رعایت سے پورا فائدہ اٹھانے کے لیے ان چند ہفتوں کے دوران زیادہ سے زیادہ مرتبہ کھانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ عمل ان کے لیے بے حد خوشی کا باعث بنتا ہے“۔(۱۸)

سفر نامے کے آخری ابواب میں سویڈن کے موسمی تبدیلیوں کے بارے آگاہی دی گئی ہے۔ موسمی تغیر و تبدل کے لحاظ سے بہت حد تک یہ خطہ دیگر خطوں سے مختلف ہے۔ کیونکہ یہاں موسموں کی رنگینیاں عام ملکوں سے الگ دیکھنے کو ملتی ہیں۔ سردیوں میں سردی انتہا کی ہوتی ہے اور دن سمٹ کر رات ہی کا حصہ بن جاتا ہے۔ جب کہ موسم گرما میں شدت کی گرمی کے ساتھ دن اس قدر طویل ہو جاتے ہیں کہ رات کا تصور محال ہو جاتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ سفر نامہ بے پناہ اوصاف کا حامل ہے اور سفر نامے کی تمام فنی باریکیوں کا خیال رکھتے ہوئے موثر طریقے سے قارئیں کو معلومات بہم پہنچائیں گئیں ہیں۔ اس سفر نامہ کا اسلوب عام سفر ناموں کی طرح روایتی نہیں ہے بلکہ ہر رنگ میں جدیدیت کا علمبردار ہے۔ جو آئندہ لکھنے والوں کے لیے باعث تقلید بھی ثابت ہو گا۔

حوالہ جات

۱ قرآن مجید، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر ۲۰، پارہ اکیس، تاج کمپنی لاہور ۲۰۱۶ ص۔۵۰
۲ خواجہ حیدر علی آتش، کلیات آتش، پبلیشرز ۲۰۱۰ ص۔۵۵

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

۳	ثروت محی الدین، رات کی ڈھوپ، دوست پبلی کیشنز لاہور	۲۰۰۹	ص۔۱۵
۴	ایضاً		ص۔ ۷
۵	ایضاً		ص۔۳۰۰
۶	ایضاً		ص۔۲۹۹
۷	ایضاً		ص۔۱۴
۸	ایضاً		ص۔۴۷
۹	ایضاً		ص۔۵۲
۱۰	ایضاً		ص۔۵۴
۱۱	ایضاً		ص۔۷۰
۱۲	ایضاً		ص۔۱۰۰
۱۳	ایضاً		ص۔۱۰۶
۱۴	ایضاً		ص۔۱۱۸
۱۵	ایضاً		ص۔۱۳۸
۱۶	ایضاً		ص۔۱۸۲
۱۷	ایضاً		ص۔۲۰۸
۱۸	ایضاً		ص۔۲۳۷